مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی *

اسلام دہشت گردی یا امن وسلامتی کا مذہب

ذرائع ابلاغ کی بددیانتی اور جانبدارانہ پالیسی ہی کا نتیجہ ہے کہ اس وقت دنیا میں اسلام کو ظلم و بربریت وحشت و دہشت کا مذہب قرار دیئے جانے کی ہمہ جہتی کوششیں ہو رہی ہیں' میڈیا اس وقت اپنی خبروں' رپورٹس' تبصروں تجزیوں' پروگراموں' فلموں' انٹرویوز' ٹریجڈی و کامیڈی ہر طرح کی تخلیقات اور تمام کالموں کے ذریعہ یہ تاثر عام کرنے کی فکر میں ہے کہ اسلام اور امن دونوں میں کوئی جوڑ نہیں ہے' دو الگ الگ کنارے ہیں جنہیں ایک نہیں کیا جاسکتا۔

جبکہ اسلامی تعلیمات کا ایک طائرانہ مطالعہ اور جائزہ بھی اس طرح کے تاثر کی تغلیط کیلئے کافی ہے' اسلام فی الواقع امن و محبت وحدت وسلامتی اور انصاف وعدل کی جس طرح نمائندگی کرتا ہے کوئی دوسرا مذہب یا تہذیب اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے' قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا اہم مقصد بیان کیا گیا ہے' کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے اور تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

اسلام سراپا رحمت ہے' دہشت گردی' شدت وتشدد اور ظلم و بربریت سے اس کا ہرگز کوئی ناطہ نہیں ہے' اسلام غیر مسلموں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سنجیدگی سے اسلام کا مطالعہ و مشاہدہ کریں اور اسلام کے قریب آئیں' مسلمانوں کو یہ تاکید کرتا ہے کہ غیر مسلموں خصوصاً اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو حکمت و دانائی کے ساتھ نصیحت کریں' سمجھائیں' انہیں اسلام کے قریب لے آئیں' کوئی تنازعہ' عداوت اور بغض بیجا نہ ہو' قرآن میں فرمایا گیا ہے ''اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ سے سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں اور ان سے کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس چیز پر بھی جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اس چیز پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی تھی' ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے مطیع ہیں'' (العنکبوت: ۴۶) آیت صاف واضح کر رہی ہے کہ متبعین اسلام ہر مرحلہ پر شائستگی' شرافت اور معقولیت کا ثبوت دیں' سختی کا جواب نرمی سے' غصہ کا جواب حلم سے اور جاہلانہ گفتگو اور شور و غوغا کا جواب نرم اور باوقار گفتگو سے دیں' ہاں اگر مثبت و سنجیدہ گفتگو اور معقولیت کے مقابلہ میں مخاطب عناد و ہٹ دھرمی سے کام لے تو اس کا جواب عاجزی و مسکینی سے نہیں بلکہ ترکی بہ ترکی دیا جاسکتا ہے' مگر اس صورت میں بھی بہتر یہی ہے کہ نرمی اور معقولیت کو پیش نظر رکھا جائے' قرآن کی سورۂ نحل میں مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ بھی اسی طرح کے سلوک کی ہدایت کی گئی ہے'

---

* استاذ دار العلوم الاسلامیہ بستی' انڈیا

فرمایا گیا: ''آپ اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور عمدہ پند و نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور لوگوں سے بہترین طریقہ پر مباحثہ کیجئے'' (النحل۔۱۲۵) قرآن میں جگہ جگہ آپ ﷺ کے واسطہ سے تمام مسلمانوں کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ عفو و درگزر کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ برائی کو اچھائی سے دور کیا جائے، صبر و تحمل اور ضبط نفس کی عادت ڈالی جائے اور کسی بھی مراحلہ پر دامنِ عدل و انصاف ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے، اصل فکر یہ رہے کہ مخاطب کے دل میں حق اتار دیا جائے اور راہِ راست دکھاوی جائے، دلائل اگر معقول ہوں گے، اسلوب متین و مہذب ہوگا، افہام و تفہیم کی غرض سے گفتگو ہوگی تو ضرور مخاطب کے افکار کی اصلاح ہوگی، قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ نرمی کو اختیار کرنے کے کیا نتائج سامنے آتے ہیں، ''بھلائی اور برائی یکساں نہیں، (مخالفین کا حملوں کی) مدافعت ایسے طریقہ سے کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کہ وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیان عداوت تھی وہ ایسا ہوگیا جیسے گرم جوش دوست ہے'' (حم السجدۃ:۳۴)

اسلام اتنا امن پسند مذہب ہے کہ وہ حالت جنگ میں بھی مسلمانوں کو ظالمانہ کاروائیوں سے روکتا ہے، بے قصوروں کو چھیڑنے سے منع کرتا ہے، وحشیانہ حرکتوں پر ٹوکتا ہے اور یہ حکم دیتا ہے، کہ اگر دشمن صلح و سلامتی کی طرف مائل ہو تو تم بھی اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ، اور اللہ پر بھروسہ کرو، یقیناً وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے''۔(الانفال:۶۱) جو ہاتھ صلح کی پیشکش کے جواب میں صلح کے لئے بڑھیں وہ اخلاقی اسپرٹ بیدار کرنے میں بے حد مدد معاون ثابت ہوتے ہیں اور وہ چومنے کے قابل ہیں، بلکہ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ ''اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے، اور تمہیں گھروں سے نہیں نکالا ہے، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔(الممتحنہ:۸)...... جو غیر مسلم مسلمانوں کے درپئے آزار نہ ہوں، سازشی نہ ہوں انکے ساتھ بر و احسان، خیر خواہی و ہمدردی، نفع رسانی، مواسات و مدارات سب کا حکم ہے، البتہ جو سازشی یا درپئے آزار ہوں تو ان کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری نہ کی جائے گی، عدل و انصاف تمام غیر مسلموں کے ساتھ ہوگا، خواہ وہ درپئے آزار ہوں یا نہ ہوں، ایسے ہی ظاہری خوش خلقی، (مصالح کی رعایت کے ساتھ) اور معاملات تجارت وغیرہ کا جواز بھی تمام کافروں کے ساتھ ہے، بشرطیکہ اس میں خود مسلمانوں کا نقصان نہ ہو، البتہ قلبی دوستی ہر غیر مسلم سے حرام ہے۔

سیرت نبوی اور سیرت صحابہ و تابعین و مصلحین اس طرح کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں کہ غیر مسلموں سے خوشگوار تعلقات رہیں، ان کے ساتھ نرمی و انصاف کا ہر موقع پر لحاظ کیا گیا، کفار کے ساتھ احسان، مواسات، خوش خلقی اور نرم روئی کا جیسا معاملہ رسول اکرمؐ نے کیا ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی، فتح مکہ کے موقعہ پر تمام دشمنانِ دین کو یک لخت معاف کر دینا۔ آپ کی غایت رحمت تھی اور اسی وجہ سے آپ نے ان کے دل جیت لئے تھے، اور حلقہ اسلام بے حد وسیع ہوگیا تھا، مکہ کے لوگوں کو قحط کا سامنا ہوا تو آپ نے بر وقت ان کی امداد فرمائی، غیر مسلم قیدیوں کے ساتھ سگے بھائیوں جیسا سلوک فرمایا، طائف میں لہولہان ہوئے پھر بھی دعائے ہدایت کی، کبھی انتقام نہ لیا۔

خود آپ ﷺ کی تعلیمات میں نرمی اور صبر کو نمایاں مقام حاصل ہے' ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ '' درحقیقت نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو زینت بخش دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال لی جاتی ہے وہ عیب دار ہو جاتی ہے'' (مسلم) نرمی' ملائمت' فروتنی' اپنے ساتھیوں کے لئے مہربان و نرم خو ہونا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کرنا اور ہر کام اطمینان و خوش اسلوبی سے انجام دینا مطلوب ہے جبکہ سختی' ترش روئی' بدمزاجی اور بدخلقی مذموم خصلتیں ہیں' اخلاقیات میں اس کو بنیادی دخل ہے کہ انسان لوگوں کیساتھ نرمی سے پیش آئے اور درشتی و سختی کا رویہ اختیار نہ کرے' ایک حدیث میں ہے'' بلاشبہ خداوند قدوس خود مہربان ہے اور ہر معاملہ میں نرمی و مہربانی پسند فرماتا ہے'' (بخاری) خود اللہ کی یہ صفت بتائی جارہی ہے کہ وہ بڑا نرم و مہربان ہے اور نرمی و مہربانی اس کی ذاتی صفت ہے اور اسے یہ بات خوب پسند ہے کہ اس کے بندے باہم نرمی و مہربانی کا رویہ اپنائیں بلکہ ایک حدیث میں مزید تشریح ہے کہ '' وہ نرمی پر اتنا دیتا ہے جتنا کہ درشتی اور سختی پر نہیں دیتا اور جتنا نرمی کے سوا کسی دوسری چیز پر بھی نہیں عطا فرماتا'' (مسلم) خداوند قدوس کا نرمی و مہربانی کو پسند فرمانا خود بندگان خدا کے منافع و مصالح کے پیش نظر ہے کہ باہم نرمی و شفقت اور مروت و مہربانی کے جذبات کو فروغ دینا اور پروان چڑھانا ایک ایسی امتیازی خوبی اور کمال ہے جس کے ذریعہ پورے معاشرہ کو اطمینان و سکون عطا کیا جاسکتا ہے۔ اور متنوع پریشانیوں اور تکلیفوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اسی لئے جس معاشرہ میں یہ عنصر مودت پیدا ہو جاتا او جڑ پکڑ لیتا ہے وہ انتہائی امن و سکون اور راحت و چین کی زندگی بسر کرتا ہے اور اس نرمی پر اس کو منجانب اللہ بڑے عطیات اور فراخیوں اور اجور سے نوازا جاتا ہے اور مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا کی جاتی ہے۔

بعض حضرات اپنے معاملات اور طبیعتوں میں سخت ہوتے ہیں اور بعض نرم و مہربان' ناواقف حضرات یہ باور کرتے ہیں کہ سخت رویہ سے مقاصد میں جلد کامیابی مل جاتی ہے اور لوگوں پر رعب پڑتا ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے اس خیال کی تردید اور اصلاح فرمائی ہے اور نرمی و مہربانی کو اللہ کی ذاتی صفت قرار دیا ہے اور اسے اللہ کی محبوب چیز بتایا ہے' اصلاً مقاصد کی تکمیل و عدم تکمیل تو اللہ کی مشیت اور ارادہ پر موقوف ہے' مگر اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ نرمی پر اپنے عطیات کا ابرِ رم برساتا ہے' اور کسی چیز پر اتنی داد و دہش نہیں فرماتا جتنی نرمی پر فرماتا ہے' نرمی ہی وہ صفت ہے جو اللہ کی مہربانی اپنی طرف منعطف کرانے کا واحد ذریعہ ہے۔...... نرمی ہر چیز کو زینت بخشتی ہے' جمال و کمال عطا کرتی ہے او ردرشت خوئی ہر چیز کو عیب دار بناتی ہے۔ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک اونٹ پر سوار ہونا چاہا تو وہ بدکا' تو انہوں نے اسے سخت سست کہا' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! نرمی کرو' مہربانی سے کام لو' درشتی نہ کرو' برا بھلا مت کہو' نرمی ہر چیز کو زینت عطا کر دیتی ہے اور سختی عیب پیدا کر دیتی ہے۔ احادیث میں ایک اعرابی کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا' لوگ اسے مارنے اور ہٹانے دوڑے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اور وہاں پانی ڈال دو' تم آسانیاں کرنے والے بنائے گئے ہو نہ کہ سختیاں کرنے والے' اسی لئے ایک حدیث میں یہ حکم دیا گیا کہ '' تم

آسانی و نرمی کرو، سختی نہ کرو اور مشکلات نہ پیدا کرو"۔ (بخاری و مسلم) حدیث ہی کا مضمون ہے کہ جسمیں نرمی کی صفت نہیں ہوتی وہ خیر سے محروم ہوتا ہے۔ انسان کی اکثر خوبیوں کا سرچشمہ نرم روی اور مہربانی ہے، ظاہر ہے کہ جب نرم روی نہ رہیگی تو ہر طرح کی اچھائی سے لازماً محرومی ہوگی۔...... مشہور صحابی حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ "میں مدینہ میں دس سال تک آپ کی خدمت میں رہا، اس لئے میرا ہر کام آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتا تھا اور نوعمری کی وجہ سے بہت سی کوتاہیاں بھی ہو جایا تھیں، لیکن دس سال کی اس مدت میں کبھی آپ ﷺ نے مجھے اف کہہ کر بھی نہیں ڈانٹا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا یا کیوں نہیں کیا"؟ (ابوداؤد) آپ ﷺ کی نرم خوئی کا ذکر قرآں میں بھی کیا گیا ہے "یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کیلئے بڑے مزاج واقع ہوئے ہیں، ورنہ اگر کہیں آپ تندخو اور سنگدل ہوتے تو یہ سب گردوپیش سے چھٹ جاتے" مطلب یہ ہے کہ دعوت اسلامی کی تیز رو کامیابی اور مقبولیت کا سہرا بفضل خدا آپ ﷺ کے دل میں نرمی اور مزاج میں سرتاسر شفقت کے سر بندھتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگوں کے دل بے اختیار آپ ﷺ کی طرف نہ کھنچتے اور آپ ﷺ کو فتح نہ کر پاتے۔ بہر حال نرمی اور ملاطفت بہت ہی محمود اوصاف ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ شریعت میں اس کی بھی حدود مقرر ہیں، جہاں دین کو توہین ہو رہی ہو یا احکام دین کے اجراء کی ضرورت ہو، وہاں سختی اور سزا لازمی ہو جاتی ہے اور ایسے مواقع پر آپ بے انتہا سخت ہو جاتے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ بقیہ عام حالات میں درشت خوئی اور غلظتِ قلب طبعی طور پر لوگوں کو بھگاتی، دور کرتی اور متنفر کرتی ہے، داعی دین اور عالم و مبلغ کو خصوصاً بہت خوش خلق اور خندہ رو ہونا چاہیے، دین کی طرف لوگوں کا کشاں کشاں آنا اسی طرح ممکن ہے، جب کہ خشونت اور تنگدلی کا اظہار دعوت و تبلیغ کی راہ کا سب سے بڑے روڑا اور مانع ہے، ہر شب کو سحر کرنے کی کوشش اسی وقت کامیاب ہوگی جب وسعت و نرمی ہو اور وحشتی و بیزاری کا نام و نشان تک نہ ہو، یہی تمام خیر کی اساس اور اصل ہے، اور اس سے محرومی بہت بڑا خسارہ ہے۔...... اسلام کی ان اعلیٰ تعلیمات کو پیش کرنے کے بجائے اس تشدد و ظلم کا دین ظاہر کرنے کی جو کوششیں میڈیا کر رہا ہے وہ عصر حاضر کا ایک زبردست المیہ اور حق و واقعیت کے ساتھ بھیانک ناانصافی اور ظلم ہے، اسلام کی تمام تعلیمات جس جوہر اعتدال سے آراستہ ہیں وہ ایک گوہر نایاب ہے، جنس گراں مایہ ہے جو خال خال بھی نہیں ملتی ہے۔...... ظالم کے ظلم کا دفاع اور اپنا بچاؤ اسلام میں فرض ہے، یہ تشدد نہیں ہے، امن پسندی ہے، اب جو لوگ اسلام کا مطلب یہ سمجھنا چاہتے ہوں کہ ظالم کے ظلم کا دفاع بھی نہ کیا جائے اور ہر وار سہ لیا جائے تو وہ جان لیں کہ اسلام اور اہل اسلام نرم چارہ نہیں ہیں اور وہ تر نوالہ نہیں ہیں، بلکہ اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکو اور مظلوم کا ساتھ دو، امن پسندی کی یہ تشریح کی "ظالم کا ظلم برداشت کر لیا جائے اور اسے شیر بنے ہی رہنے دیا جائے اور اپنے کو بزدل ظاہر کیا جائے" ایک غیر اسلامی تشریح ہے، اسلام کی امن پسند وہ ہے جسے اقبال نے یوں بیان کیا

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم   رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن